محمد الیاس ندوی بھٹکلی

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفان مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد پوری دنیا بالخصوص امریکہ میں پیدا دعوتی مواقع

ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کے بعد عالم اسلام کو مجموعی طور پر جن مسائل و مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں مسلمانان عالم میں جو مایوسی و افسردگی کی کیفیت پیدا ہوئی ہے اس تناظر میں دعوتی اعتبار سے حوصلہ افزاء و ہمت بڑھانے والے اس مضمون کا مطالعہ کیا جانا چاہیے۔

اس وقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی طرف سے بالعموم یہ کہا جا رہا ہے کہ آج کل وہ عالمی سطح پر جن آزمائشوں سے گزر رہے ہیں اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی لیکن ان کا یہ خیال حقیقت پر مبنی نہیں ہے اس لئے کہ ایک سچا مومن و مسلم آنے والے مسائل و مصائب کو ہمیشہ دینی و اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہے دعوتی نظر سے دیکھا جائے تو ان حالات نے ان میں پہلے سے زیادہ خود اعتمادی اور دینی جوش ولولہ پیدا کر دیا ہے مسلمانوں کے لئے معاشی وسیاسی نقصان کوئی حیثیت نہیں رکھتا' دین کے لئے مالی قربانی پر ان کے لئے آخرت میں اس سے دوگنے اور بہتر کا وعدہ ہے' اسی طرح عددی اعتبار سے مسلمانوں کا جانی نقصان ان کو شہادت کے درجہ پر فائز کر دیتا ہے جس سے زیادہ قابل رشک موت کا اس دنیا میں تصور نہیں کیا جا سکتا البتہ ان کا دینی دعوتی نقصان و خسارہ ان کے لئے ہمیشہ لمحہ فکریہ بنا رہا ہے۔

اگر کوئی سیاسی و معاشی اعتبار سے اس وقت مسلمانوں کو ان کی تاریخ کے بدترین مسائل سے دوچار کہتا ہے تو یہ بات ماضی کی روشنی میں غلط ہے اسلئے کہ اس سے زیادہ دس گناہ مسائل کا ان کو اس سے پہلے سابقہ پڑ چکا ہے مثلاً ۱۸۵۷ء سے پہلے مسلمان پوری دنیا کے ایک کروڑ ۶۵ لاکھ مربع میل رقبہ پر حکومت کر رہے تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے بیسویں صدی کے اوائل تک یہ رقبہ صرف ۴۵ لاکھ مربع میل ہو گیا' یعنی ایک تہائی سے بھی کم' ایشیاء اور افریقہ کے اکثر ممالک مسلمانوں کے ہاتھوں سے چلے گئے برطانیہ نے سترہ' فرانس نے سولہ اسلامی ممالک پر قبضہ کر لیا' وسط ایشیاء کی ۲۰ مسلم ریاستیں روس کے قبضہ میں چلی گئیں' چین میں چھ مسلم ریاستوں پر کمیونسٹوں کا قبضہ ہو گیا' کیا اسطرح کے سیاسی زوال کا مسلمانوں کو اب

تک کبھی سامنا کرنا پڑا ہے جواب نفی میں ہے' یہ الگ بات ہے کہ جنگ عظیم دوم کے بعد اس میں سے اکثر ریاستیں مسلمانوں کو واپس مل گئیں سوائے چین کی چھ ریاستوں کے جہاں اس وقت بھی ۹ کروڑ مسلمان ہیں اور روس کے زیر قبضہ تیرہ ریاستوں کے جہاں کی مسلم آبادی تین کروڑ سے بھی زائد ہے' اسی طرح عددی اعتبار سے مسلمانوں کا بدترین نقصان ۶۵۶ھ میں ہوا جب پوری دنیا کے سب سے پر رونق و حسین شہر عالم اسلام کے دارالخلافہ بغداد پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور چالیس دن تک ایسی تباہی مچائی کہ صرف بغداد میں ۱۸ لاکھ مسلمان مارے گئے اور ان کی لاشوں کے ڈھیر کی بدبو بغداد سے دمشق تک پھیل گئی (یہ قافلہ اندازاً بمبئی سے کراچی تک کے برابر ہے) کیا اس صدی کے کسی بھی عشرہ میں شہید ہونے والے دس بیس ہزار مسلمانوں کا اس سے موازنہ کیا جاسکتا ہے' ظاہری و مادی اعتبار سے مسلمان اس وقت ترقی کی جس منزل پر ہیں اسکی مثال ماضی کی تاریخ میں نہیں ملتی' اقوام متحدہ میں شعبہ آبادیات کی رپورٹ کیمطابق اسوقت پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ بڑھ رہی ہے' اور وہ بھی بڑی تیزی سے اسلام قبول کرنے والے لوگوں کی وجہ سے نہ کہ تعدد ازدواج اور افزائش نسل سے جس کا پروپیگنڈا ہمارے ملک کی فرقہ پرست تنظیمیں بڑے زور شور سے کر رہی ہیں' عالمی ماہرین آبادیات کے مطابق ہر چھ سال میں عالمی آبادی میں مسلم آبادی ایک فیصد بڑھ رہی ہے' گزشتہ اٹھارہ سال میں دنیا کی مسلم آبادی میں ۳۵ کروڑ کا اضافہ ہو چکا ہے' آبادی میں انکے اضافہ کی یہی رفتار رہی تو ۲۰۲۵ء تک مسلمانوں کا تناسب ۲۵٪ سے بڑھ کر ۳۰٪ ہو جائے گا اور وہ دنیا کی عیسائیت کے بجائے سب سے بڑی اکثریت ہوں گے۔

مسلمان اس وقت الحمدللہ سیاسی اور معاشی اعتبار سے بھی سب سے آگے ہیں ۲۲۴ ممالک ان کے قبضہ میں ہیں ۳ کروڑ عالمی افواج میں ۸۵ لاکھ سے زائد افواج ان کے پاس ہیں' چھ ارب کی عالمی آبادی میں وہ ڈیڑھ ارب سے زیادہ ہیں' اسی طرح روئے زمین کے دو کروڑ مربع میل پر ان کی حکمرانی ہے' اقتصادی میدان میں اس وقت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والے ۸۴ فیصد پیڑول پر مسلمانوں کا قبضہ ہے' یہ الگ بات ہے کہ خود ہمارے مسلم حکمرانوں کو اس وقت اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے بلکہ ہمارے دشمنوں کو ہماری اس طاقت کا ہم سے زیادہ احساس ہے چنانچہ عالم اسلام کے ایک صاحب بصیرت قائد والئی حجاز شاہ فیصل مرحوم نے اسرائیل کی مدد کرنے پر مغرب کے خلاف پیڑول کی سپلائی صرف بند کرنے کی جب دھمکی دی تو ان کو خود ان کے بھتیجے کے ذریعے شہید کرایا گیا اگر عالمی مارکیٹ میں مسلم ممالک کی طرف سے روزانہ سپلائی کئے جانے والے تیل میں ۲۵ فیصد بھی کمی کر دی جائے تو دنیا کا یہ صنعتی نظام درہم برہم ہوسکتا ہے اور امریکہ اور اسرائیل ہی میں نہیں بلکہ پورے مغرب میں ایک اقتصادی زلزلہ آسکتا ہے' اور پوری فوجی و صنعتی ٹیکنالوجی دھری کی دھری رہ سکتی ہے' خود یورپی ماہرین کا کہنا ہے کہ عالم عرب کے پاس اس وقت جو پیڑول کے ذخائر ہیں وہ اگلے سو سال کے لئے کافی ہیں اور غیر اسلامی ممالک کے پاس جو ۱۶ فیصد ذخیرہ ہے وہ اگلے پچیس سال تک بھی بمشکل نکل سکتا ہے۔

اب سوال بنیادی طور پر عالمی سطح پر مسلمانوں کی اس وقت دینی و دعوتی حیثیت کا ہے آیا ان ناگفتہ بہ حالات

نے ان کو ملی و دینی اعتبار سے کوئی نقصان پہونچایا ہے۔ اس وقت عالم اسلام کے حالات کے تجزیہ کے نتیجہ میں جو بات سامنے آتی ہے وہ بڑی خوش کن اور ہمت افزاء ہے بین الاقوامی سطح پر سیاسی اعتبار سے ہمت شکن حالات وواقعات نے ان میں نہ صرف سیاسی سوجھ بوجھ پیدا کردی ہے بلکہ ان کو ان کے دین سے بھی قریب کردیا ہے' اور اس نے ان کیلئے غیر شعوری طور پر دعوتی مواقع فراہم کردیئے ہیں' برسوں کی محنت اور کوششوں سے بھی ان میں موجود دینی و اخلاقی اعتبار سے جو جمود ختم نہیں ہورہا تھا اس کو عالمی سطح پر ان کے خلاف ہونے والے ان سیاسی وفوجی واقعات نے توڑ دیا ہے' عالم اسلام بالعموم عالم عرب کے نوجوانوں میں انکے حکمرانوں کی طرف سے ان کی زبان بندی اور اظہار رائے پر لگی روک ایک بڑے آنے والے دینی انقلاب کا پتہ دے رہی ہے' امریکہ کی اسرائیل نوازی پر ان کے حکمرانوں کی خاموشی نے ان کو بے چین کردیا ہے اور اس کو خود عرب قائدین اب محسوس کرنے لگے ہیں' اور دبے الفاظ میں ہی سہی ان کی طرف سے احتجاج شروع ہو چکا ہے' مجموعی طور سے یہ سب حالات مغرب کے خلاف آنے والے ایک سیاسی طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں۔

مذکورہ بالا باتوں کی روشنی میں آپ صرف ہمارے ملک کے حالات کا تجزیہ کیجئے' ہندوستانی تاریخ میں سب سے تباہ کن فسادات ملکی سطح پر بابری مسجد کی شہادت کے بعد ۱۹۹۲ء میں رونما ہوئے جس میں ہزاروں مسلمانوں کو جانی اور اربوں کا مالی نقصان ہوا لیکن حکومت کی خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ بتاتی ہے' کہ مسلمانوں میں مجموعی طور پر اس کے بعد دینی' تعلیمی اور تنظیمی طور پر جو ترقی دیکھنے میں آئی ہے وہ پچھلے پچاس سال میں نہیں آئی ہے' صرف پچھلے دس سال میں مسلمانوں کے تعلیمی تناسب میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں مسلمانوں کا یہ تناسب صرف ۳۳ فیصد تھا جو اب بڑھ کر ۳۸ فیصد ہوگیا ہے' ریاستی اور مرکزی عہدوں میں مسلمانوں کا فیصد ۲ سے ۳ ہوگیا ہے' ملک گیر سطح پر مسلمانوں کی مختلف تنظیموں میں اپنے مسلکی اختلافات کے باوجود ملت کے مشترکہ مسائل کو لے کر غیر معمولی اتحاد دیکھنے میں آرہا ہے' مسلمانوں میں تعلیمی واقتصادی منصوبہ بندی پہلے سے کہیں زیادہ ہوگئی ہے' دینی مدارس کے قدیم نصاب ونظام میں زمانہ کے تقاضوں کے تحت بڑی تبدیلی آئی ہے' ان کے درجنوں انجینئرنگ اور ٹیکنیکل کالجز صرف دس سال کے عرصہ میں قائم ہوگئے ہیں' عراق کویت جنگ کے بعد مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے خود ملک میں سرمایہ کاری اور اپنے معاشی استحکام پر توجہ دینی شروع کردی ہے' یہ تو اپنے ملک کا حال ہے' اگر عالمی سطح پر جائزہ لیا جائے تو حالات وواقعات اس سے زیادہ ہمت افزاء ہیں۔ ۱۱ ستمبر کے واقعہ نے عالمی سطح پر مسلمانوں کے لئے پوری دنیا میں حیرت انگیز اور غیر معمولی دعوتی میدان فراہم کردیا ہے' کل آبادی میں ان کے چار فیصد تناسب اور پچاسی لاکھ کی مسلم آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہورہا ہے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کے بعد صرف ایک امریکی شہر (اوکلاہاما) میں چار سو پچاس لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے' ایک اور امریکی ملک سوری نام میں پہلے سے موجود ۲۵ فیصد مسلمان بڑی خاموشی سے دعوت کا کام کررہے ہیں جس سے ان کے تناسب میں برابر اضافہ ہورہا ہے گیانا کے ۱۲ فیصد اور ٹرینی ڈاڈ ٹوباگو کے ۱۱ فیصد امریکی مسلمانوں کا بھی کچھ یہی حال ہے' امریکہ

میں مسلم تنظیمیں جن کی منصوبہ بند کوششوں سے ۱۹۹۰ء تک ملک کی مختلف جیلوں میں قید پچاس ہزار سے زائد لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں حکومت کی طرف سے گزشتہ ایک سال سے مسلسل ہراسانی کے باوجود اپنے دعوتی مشن میں پہلے سے زیادہ سرگرم عمل نظر آتی ہیں' امریکی خفیہ ایجنسی ایف بی آئی کے ایک جائزہ کے مطابق جو مسلمان ۱۱ ستمبر کے واقعہ سے پہلے آوارگی اور تعیش کی زندگی گزار رہے تھے ان میں غیر معمولی تبدیلی دیکھنے میں آرہی ہے' دین سے ان کی وابستگی اور رغبت میں ناقابل یقین حد تک اضافہ ہو گیا ہے' ایک ہزار سے زائد امریکی مسجدیں پنج وقتہ نمازوں میں پہلے سے زیادہ بھری رہتی ہیں' ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء سے ۱۲ ستمبر ۲۰۰۲ء تک ایک سال کے دوران جتنی اسلامی کتابیں بالخصوص قرآن مجید کے تراجم فروخت ہوئے ہیں اتنے پچھلے ۶'۷ سال کے دوران نہیں ہوئے ہیں' امریکی عوام میں اسلام کے تعلق سے صحیح معلومات حاصل کرنے کی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے' انٹرنیٹ پر مختلف اسلامی سائٹس میں جانے والے غیر مسلموں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے' اور وہ متعلقہ اداروں کو ای میل کے ذریعے اسلام کے متعلق اپنی معلومات میں اضافہ کے لئے مختلف سوالات بھیج کر جوابات طلب کر رہے ہیں' خود امریکہ کو اس بات کا احساس ہے کہ اس کے اسلام کے متعلق غلط پروپیگنڈہ سے خود اس کی معیشت پر ناقابل یقین اثر پڑ رہا ہے' چنانچہ امریکی وزارت خارجہ کا تعاون اشتراک سے کام کرنے والے شہری سفارت کاروں کے نوبل انعام یافتہ بین الاقوامی ادارہ نیشنل کونسل آف انٹرنیشنل وزیٹرس (N.C.I.V) نے گزشتہ ماہ اس بابت کا اعلان کیا ہے کہ عالمی سطح پر بالعموم اور امریکہ میں بالخصوص اسلام کے متعلق کئے جارہے غلط پروپیگنڈوں کی روک تھام کے لئے وہ اپنے ادارہ کے ۸۰ ہزار رضا کاروں کو حرکت میں لا رہے ہیں اس کے لئے انہوں نے حضور ؐ کی تعلیمات کا انسانی زندگی پر اثر دکھانے کیلئے ایک دستاویزی فلم تیار کی ہے جو ۱۸ ستمبر ۲۰۰۲ء کو پبلک براڈ کاسٹنگ سسٹم کے ذریعے دکھائی جانے والی ہے۔

یہ تو ۱۱ ستمبر کے بعد مسلمانوں کو دعوتی نقطہ نظر سے حاصل ہونے والے مواقع تھے' دوسری طرف اس واقعہ کا خود امریکہ پر جو منفی اثر پڑا ہے وہ بھی سننے سے تعلق رکھتا ہے تجارتی مرکز پر حملہ نے عالمی سطح پر سیاسی و اقتصادی میدان میں امریکہ کے زوال کی گھنٹی بجادی ہے خود امریکہ میں اس بات کا چرچا ہے کہ ۱۱ ستمبر سے پہلے امریکہ کے زوال کے متعلق مسلمانوں میں جو خوش فہمی تھی وہ اب حقیقت میں بدلتی نظر آرہی ہے' گزشتہ صرف ایک سال میں سینکڑوں تجارتی کمپنیاں اپنے دیوالیہ ہونے کا اعلان کر چکی ہیں' متعدد امریکی فضائی کمپنیوں نے اپنے ملازمین میں ۲۵ فیصد سے زائد تخفیف کر دی ہے۔ انشورنس کمپنیاں اپنے خسارے سے تنگ آکر حکومت سے مدد کے لئے درخواست کر رہی ہیں' کویت پر عراق کے حملہ کے بعد امریکہ کو سعودیہ اور کویت نے جملہ ۵۶ ارب ڈالر کے اخراجات میں سے ۴۸ ارب ڈالر ادا کر دیئے تھے۔ لیکن اب عراق پر خود امریکہ کی طرف سے کئے جانے والے ممکنہ حملوں اور اس جنگ کے طول کھینچنے کی صورت میں ماہرین اقتصادیات کا اندازہ ہے کہ کم از کم ۲۰۰ ارب ڈالر یعنی تقریباً ایک سو کھرب ہندوستانی روپیوں کا بوجھ خود امریکہ کو

برداشت کرنا پڑے گا۔ اگر یہ جنگ ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اگلے سال امریکہ کا سالانہ بجٹ خسارہ کا پیش ہونے والا ہے ۱۱ ستمبر کے بعد یوں بھی امریکہ سیاحت سے ہونے والی اپنی ایک تہائی آمدنی سے محروم ہو چکا ہے اس پر اس نے مسلم ممالک سے آنے والوں کے لئے جو سخت سفری شرائط عائد کئے ہیں اس سے اس نے گویا خود اپنے پیر پر کلہاڑی مار دی ہے' امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ میں ۲۰٪ سے زائد تناسب مسلمانوں کا تھا' جس پر نہ صرف اس نے اب روک لگا دی ہے بلکہ پہلے سے موجود مصر' یمن' اردن' فلسطین' پاکستان اور سعودی کے طلبہ کی ایک بڑی تعداد کو مسلسل ہراساں کیا جانے لگا ہے جس سے انہوں نے امریکہ کو خیر باد کہنے ہی میں عافیت سمجھی ہے' اسی طرح جب القاعدہ اور طالبان سے تعلقات کے شبہ میں بعض عرب سرمایہ کاروں اور مسلم تاجروں سے پوچھ گچھ کی جانے لگی اور اس میں سے متعدد لوگوں کے سرمائے امریکی بینکوں میں منجمد کر دیئے گئے تو اس خوف سے سینکڑوں مسلم تاجروں اور عرب حکومتوں کے شاہی افراد نے امریکہ سے پیشگی اپنے سرمایہ کو منتقل کرنے ہی میں عافیت سمجھی' اس کا اثر ان کے بینکنگ نظام پر ایسا سخت پڑا ہے کہ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی خود امریکی حکومت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی' ہے اس کے علاوہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کے بعد عالم اسلام میں امریکی مصنوعات کے خلاف بائیکاٹ کی جو خاموش تحریک چلی ہے اس نے بھی اپنا غیر معمولی اثر دکھایا ہے' مشروبات میں کوکا کولا جیسی عالمی امریکی کمپنیوں نے اپنے اسٹاف میں کمی کر دی ہے اور اس نے اچانک اپنے گاہکوں کے لئے مختلف انعامی اسکیموں کے اعلان کے ذریعے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ۱۱ ستمبر کے حملہ کے بعد ان کی تجارت پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

ان سب کا مجموعی اثر امریکہ کی اقتصادی حالت پر جو پڑا ہے اسکا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اقوام متحدہ کے جملہ اخراجات کا ۲۵ فیصد حصہ خود امریکہ ادا کرتا آ رہا ہے لیکن گزشتہ سال اپنے واجب اخراجات کا یہ حصہ اس نے اب تک ادا نہیں کیا ہے اور U.N.O میں اپنے مستقل نمائندوں کے ذریعے یہ آواز اٹھانی شروع کر دی ہے کہ اس کے اسٹاف میں تخفیف کی جائے دوسرے الفاظ میں آئندہ سے اس مالی بوجھ کو برداشت نہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

غرض یہ ہے کہ عالمی سطح پر مسلمانوں میں اسرائیل کے تئیں امریکہ کی ناز برداری کے تناظر میں اس کے خلاف عمومی رائے عامہ کو ہموار کرنے کی جو کوششیں مختلف تحریکوں اور تنظیموں کی طرف سے کی جا رہی تھیں اس نے دس سال میں وہ کام نہیں کیا اور اپنا اثر نہیں دکھایا جتنا ۱۱ ستمبر کے واقعات کے بعد مسلمانوں کے ساتھ اس کے سلوک نے کیا ہے' اس طرح دعوتی نقطہ نظر سے اس ناگہانی حادثہ نے مسلمانان عالم کو مثبت دعوتی فائدہ ہی پہونچایا ہے اب یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ خدا کی طرف سے ان کے لئے فراہم کئے جانے والے اس دعوتی موقع سے فائدہ اٹھانے میں وہ کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد خان

قرآن کریم کے تراجم۔ماضی پر نظر اور مستقبل کا لائحہ عمل

مدینہ منورہ میں سہ روزہ سیمینار کی روداد

قرآن کریم عربی مبین میں نازل ہوا، مگر غیر عرب جو عربی زبان نہیں جانتے تھے انہیں قرآن سمجھنے کے لئے اپنی زبانوں میں تراجم کا سہارا لینا پڑا۔ چنانچہ ابتدائی ہجری صدیوں ہی میں جب عالم اسلام میں پھیلاؤ کا سلسلہ شروع ہوا، تو جہاں جہاں مسلمان گئے اپنے ساتھ قرآن کریم لے گئے اور لوگوں کو ان کی زبانوں میں سمجھانے لگے، یوں قرآن کریم کے دیگر زبانوں میں تراجم کا سلسلہ شروع ہوا۔

ترجمہ قرآن کے سلسلے میں پندرھویں صدی ہجری کے شروع میں بہت اہم موڑ آیا ہے۔ جس میں مسلمانوں نے اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس کی ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات عام کرنے کیلئے دنیا کی موجودہ زبانوں میں اس کا ترجمہ لابدی امر ہے۔ چنانچہ اس طرف ایک خاص دھیان دیا جارہا ہے اور اس ضمن میں کئی کانفرنسیں اور سیمینار منعقد ہو چکے ہیں۔

مسلم ممالک اس میدان میں اپنی سی کوششیں صرف کررہے ہیں۔ اس سلسلے میں سعودی حکومت نے 1982ء میں ایک ادارہ قائم کر کے ابتدا کی جو 1984ء سے باقاعدہ قرآن کریم معراء اور مع تراجم ایک کثیر تعداد میں چھاپ چھاپ کر دنیا میں مسلم ممالک کے علاوہ غیر مسلم ممالک جنمیں مسلمان بستے ہیں، تقسیم کررہا ہے۔ یہ ادارہ ''مجمع الملک فہد مطباعۃ المصحف الشریف'' کے نام سے مدینہ منورہ میں اب تک معراء قرآن کے علاوہ کوئی چالیس زبانوں میں پچپن تراجم شائع کر چکا ہے جو ہر سال تقریباً دس ملین نسخے تیار کرتا ہے، جن میں کئی ترجموں کی طباعت ۹۰ سے زیادہ مرتبہ ہو چکی ہے۔ یوں اب تک 180 ملین نسخے تیار ہو کر ان میں سے 142 ملین نسخے تقسیم ہو چکے ہیں۔ یہ مجمع خدمتِ قرآن کے ضمن میں اب تک دو سیمینار منعقد کرا چکا ہے۔ ذیل میں اسکے دوسرے سیمینار کی روداد پیش خدمت ہے:

مگر اس سے قبل ترجمہ قرآن کے سلسلے میں دیگر چند ممالک کی خدمات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۹۴ء میں اسلامی جمہوریہ ایران نے اپنے علمی شہر قُم میں ایک ادارہ ''مرکز ترجمہ قرآن مجید بہ زبانہائے خارجی'' قائم کیا جس کا مقصد قرآن کریم کے تراجم سے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے علاوہ مستند تراجم کی اشاعت بھی ہے۔ اس